العقيدة الطحاوية

تألیف

حجۃ الاسلام علامہ ابوجعفر الوراق الطحاوی رحمہ اللہ

ترجمہ

محمود احمد غضنفر

ناشر

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

۱۶۸۔ ملتان روڈ لاہور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

اسلامی عقائد

العقیدۃ الطحاویۃ

تألیف

حجۃ الاسلام علامہ ابو جعفر الورّاق الطحاوی رحمہ اللہ

ترجمہ

محمود احمد غضنفر

ناشر

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

۱۶۸۔ ملتان روڈ لاہور (پاکستان)

دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۱ء

کتاب : عقیدہ طحاویہ

مصنّف : علّامہ ابوجعفر طحاویؒ

مترجم : محمود احمد غضنفر

تعداد : بیس ہزار

طبع فی المطبعة العربیّة
۳۰۔ لیک روڈ، بالمقابل فستی چیمبر، پرانی انارکلی، لاہور۔ پاکستان

حجۃ الاسلام ابو جعفر الوراق الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

سلسلۂ نسب

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان بن جواب الازدی الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صحراء مصر کی ایک بستی کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر طحاوی کے نام سے مشہور ہوئے۔

پیدائش

علامہ طحاوی ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے

تعلیم و تربیت

سن بلوغت کو پہنچے تو تحصیل علم کے لئے مصر منتقل ہو گئے۔ ابتداء میں اپنے خالو اسمٰعیل بن یحییٰ المازنی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ جیسے ہی علم میں وسعت پیدا ہوتی گئی ویسے ہی مسائل فقہیہ میں انہماک بڑھتا گیا، علامہ موصوف نے تین صد شیوخ سے کسب فیض اور تربیت حاصل کی۔

مصر میں آنے والے ہر عالم کی خدمت میں حاضر ہوتے تاکہ ان سے تبادلہ خیال کریں۔ اس طرح آپ متنوع قسم کے علوم سے مستفیض ہوتے۔ اور علمی میدان میں اپنا لوہا منوایا۔ بہت بڑے امام، محدث، فقیہہ اور محافظ دین کہلاتے۔

علامہ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، جید عالم، فقیہ اور ایسے دانشمند انسان تھے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں۔

* امام طحاوی رحمہ اللہ بہت بڑے فقیہ، محدث، حافظ، معروف شخصیت، ثقہ راوی، جید عالم اور زیرک انسان تھے۔

علامہ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں رقم طراز ہیں۔

"علامہ طحاوی جید عالم اور بلند پایہ محدث تھے"

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر

علامہ طحاوی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے طرز استدلال سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ اس لئے عمر بھر حنفی مسلک کی نشر و اشاعت کرتے رہے، اسی بنا پر آپ کو حنفی مسلک کا بہت بڑا وکیل سمجھا جاتا تھا۔

تصانیف

۱: العقیدۃ الطحاویہ

بظاہر یہ چھوٹی سی کتاب ہے لیکن فائدہ کے اعتبار سے عظیم تر کتاب متصور ہوتی ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب کے بارے میں علماء کا تبصرہ یہ ہے کہ

"علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے "عقیدۃ طحاویہ" میں ہر وہ چیز جمع کر دی ہے جس کی ہر مسلمان کو ضرورت تھی"

۲: معانی الآثار ۳: مشکل الآثار ۴: احکام القرآن ۵: المختصر
۶: الشروط ۷: شرح الجامع الکبیر ۸: شرح الجامع الصغیر ۹ النوادر الفقہیہ
۱۰: الرد علی ابی عبید ۱۱: الرد علی عیسیٰ بن ابان

وفات

ذی القعدۃ ۳۲۱ھ بروز جمعرات کو وفات پائی۔ اور قرافہ نامی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحیدِ باری تعالیٰ

توفیقِ ایزدی کے ساتھ توحیدِ باری تعالیٰ سے متعلق ہم اس اعتقاد کا اعلان کرتے ہیں

۱

بلاشبہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔

۲

کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی مثل نہیں ۔

۳

اور نہ ہی کوئی چیز اسے عاجز کر سکتی ہے ۔

۴

اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔

۵

وہ قدیم ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں اور وہ دائم ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ۔

۶

وہ ذات نہ فنا ہوگی اور نہ ہی ختم ہوگی ۔

۷

اِس جہاں میں وہی کچھ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے ۔

۸

انسانی خیالات اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ۔ اور نہ ہی عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے ۔

۹

مخلوق کے ساتھ اُس کی تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔

۱۰

وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی وہ محافظ ہے اسے نیند نہیں آتی۔

۱۱

وہ سب کائنات کا خالق ہے حالانکہ اسے اس کی کوئی حاجت نہیں اور وہ سب کا رازق ہے بغیر کسی تکلیف کے۔

۱۲

وہ سب کو موت کی نیند سلا دینے والا ہے بغیر کسی ڈر کے اور سب کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہے بغیر کسی مشقت کے۔

۱۳

وہ ہمیشہ سے اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قدیم ہے۔ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے جن اوصاف سے متصف تھا۔ مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اس کے کسی وصف میں اضافہ نہیں ہوا وہ اپنی جملہ صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

۱۴

خداتعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اپنے لئے خالق کا نام وضع نہیں کیا۔ اور نہ ہی (بریت) کو معرض وجود میں لا کر "باری" کا نام اختیار کیا۔

۱۵

خداوندِ ذوالجلال کسی پلنے والے کے بغیر بھی ربوبیّت کے مقام پر فائز ہے اور وہ کسی چیز کو پیدا کرنے کے بغیر بھی خالق ہے۔

۱۶

جیسا کہ وہ مُردوں کو زندہ کرنے کے بعد محی (زندہ کرنے والا) کہلاتا ہے بعینہٖ وہ زندہ کرنے سے پہلے بھی اس نام کا مستحق ہے۔ اسی طرح وہ ذات مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی خالق

کے نام کا استحقاق رکھتی ہے۔

۱۷

وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اُس کی محتاج ہے۔ ہر کام اُس کے لئے آسان ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں وہ سُننے اور دیکھنے والا ہے۔

۱۸

خداوندِ ذُوالجلال نے مخلوق کو اپنے علم سے پیدا کیا۔

۱۹

خدا تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں بنائیں۔

۲۰

اس نے مخلوق میں سے ہر ایک کا آخری وقت متعین کیا۔

۲۱

مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس پر کوئی چیز مخفی نہیں تھی۔ اور وہ لوگوں کو پیدا کرنے سے پہلے یہ جانتا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں کیا کچھ کرنے والے ہیں۔

۲۲

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا اور انہیں اپنی نافرمانی سے روکا۔

۲۳

کائنات کی ہر چیز اس کے ارادے کے مطابق چلتی ہے۔ اِس جہاں میں اسی کی مشیت نافذ العمل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

۲۴

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے وہ اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کی حفاظت فرماتا ہے اور وہ عدل و انصاف کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے گمراہ، رُسوا اور آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۲۵
تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی حکومت میں اُس کے فضل وکرم اور عدل وانصاف کے مابین زندگی کے مختلف مسائل سے دوچار ہے۔

۲۶
وہ ذات ہمسروں اور شرکاء سے بلند تر ہے۔

۲۷
اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو کوئی ٹال نہیں سکتا اُس کے حکم کا کوئی تعاقب نہیں کرسکتا اور اُس کے فیصلوں پر کوئی غالب نہیں۔

۲۸
ہم کلیتہً (مکمل) اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یقینِ کامل ہے کہ ہر چیز اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۹ بلاشبہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اس کے منتخب نبی اور پسندیدہ رسول ہیں۔

۳۰
آپ ﷺ خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء، سید المرسلین اور پروردگارِ عالم کے محبوب ہیں۔

۳۱
آپ ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعوےٰ گمراہی وجہالت ہے۔

۳۲
آپ ﷺ جن وانس اور پوری کائنات کی طرف حق وصداقت، رشد وہدایت اور نور وضیاء کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

۳۳ قرآنِ مجید

بلاشبہ قرآنِ مجید اللہ کا کلام ہے۔اس کتاب سے بغیر کسی کیفیّت کے اللہ تعالیٰ کی بات کا اظہار ہوتا ہے۔اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام پر وحی کی صورت میں نازل فرمایا۔مومنین نے حق سمجھتے ہوئے اس کی تصدیق کی اور وہ اس بات پر یقین لے آئے کہ یہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔یہ انسانوں کے کلام کی طرح مخلوق نہیں ہے۔جس نے اسے سُنا اور دِل میں اِس بات کا یقین لے آیا کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان کی مذمّت کی ہے اور اسے جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سأصليه سقر (عنقریب اسے جہنم واصل کردوں گا) اور یہ حکم اس انسان سے متعلق ہے جس نے اس بات کا اظہار کیا ان هذا الا قول البشر (یہ تو ایک انسان کی بات ہے) ہم نے اس حقیقت کو جان لیا اور یقین لے آئے کہ یہ خالقِ بشر کا قول ہے اور یہ انسان کے کلام سے مشابہ نہیں ہے۔

۳۴

جس نے اللہ تعالیٰ کے اوصاف کی انسان کے اوصاف کے ساتھ تشبیہ دی اُس نے کفر کا ارتکاب کیا جس نے اس میں نظرِ بصیرت غور کیا اس نے نصیحت حاصل کی اور کفار کے اقوال و نظریات سے بچ نکلا اور وہ اس حقیقت کو جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات انسان کی صفات سے مشابہت نہیں رکھتی ہیں۔

۳۵

اہلِ جنّت کا اپنے پروردگار کو دیکھنا برحق ہے لیکن یہ رُؤیت بغیر کسی احاطہ اور کیفیّت کے ہوگی جیسا کہ قرآنِ مجید میں مذکور ہے۔

وجوه يومئذٍ ناضرة ‏ اُس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے
الى ربها ناظرة ۝ (اور) اپنے پروردگار کے محوِ دیدار ہوں گے۔

اس کی تفسیر وہی قابلِ قبول ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور علم کے مطابق ہوگی۔اور اس ضمن میں

جتنی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث وارد ہیں وہ سب معتبر متصور ہوں گی ۔
تفسیر علی ما أراد کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اس کی تفسیر کرتے ہوتے اپنی رائے اور ذاتی خواہش کو فوقیت نہیں دیں گے ۔

حقیقت یہ ہے کہ اسی انسان کا دین محفوظ رہتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے سپرد کر دے اور جس مسئلے میں اشتباہ پیدا ہو جائے اس کی وضاحت کے لیے کسی عالم کی طرف رجوع کرے ۔

۳۶

جو کتاب و سنت کے دلائل کو تسلیم نہیں کرتا اُس کا اسلام لانا ہی ثابت نہیں ہوتا جس نے بغیر علم کے اصولِ دین میں گفتگو کی اور اس کی فہم و بصیرت نے تسلیم و رضا کا انداز اختیار نہ کیا اسے خالص توحید، معرفتِ دین اور صحیح ایمان نصیب نہیں ہو سکتا بلکہ وہ کفر و ایمان، تصدیق و تکذیب اور اقرار و انکار کے درمیان مذبذب رہتا ہے ۔ اس کی حالت ہمیشہ شکی المزاج اور وسوسوں میں مبتلا انسان کی سی ہو جاتی ہے نہ تو وہ تصدیق کرنے والا مومن رہتا ہے اور نہ ہی تکذیب کرنے والا منکر ۔

۳۷

اہلِ جنّت کا خداوندِ ذُوالجلال کو کسی متعیّن[1] کیفیت میں دیکھنا ثابت نہیں ۔ ربِّ ذُوالجلال والاکرام کی طرف منسوب صفات کو بغیر کسی تاویل کے تسلیم کر لینا ہی مسلمانوں کا وطیرہ ہے ۔
جو بھی نفیِ صفات یا تشبیہہِ ذات کا مرتکب ہوا وہ راہِ حق سے پھسل گیا ہمارا پروردگار اللہ عزوجل یکتا و بے مثل ہے ،

۳۸

اللہ عزّوجل حُدود و قیود اور جسمانی ارکان و اعضاء سے بالاتر ہے اور نہ ہی عام اشیاء

---

[1] اہلِ جنّت کا اللہ تعالیٰ کو مطلقاً دیکھنا تو ثابت ہے لیکن دیکھنے کی کیفیت متعیّن نہیں کی جا سکتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی خاص شکل کے ساتھ تشبیہہ نہیں دی جا سکتی ۔

کی طرح جہاتِ ستہ اس پر حاوی ہیں۔

۳۹

معراج برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو سیر کرائی اور بیداری کے عالم میں آپ کے جسد اطہر کو معراج کرایا۔ پھر بلندیوں پر اللہ تعالیٰ نے جہاں تک چاہا لے گیا۔ اور اپنی منشاء کے مطابق آپ کو عزت بخشی۔ فأوحىٰ إلى عبده ما أوحىٰ۔ ما كذب الفؤاد ما رأى۔ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔

۴۰

حوضِ کوثر برحق ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی اور اسے اُمت کی سیرابی کا ذریعہ بنایا

۴۱

اُمت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی برحق ہے جیسا کہ متعدد احادیث

اس جملہ میں مُشبّہ اور معطلہ ہر دو فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔ مجسمہ اور مشبّہ یہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جسم اور اعضاء ہیں اور وہ باقاعدہ ان کی تشبیہہ دیتے ہیں۔

اور معطلہ کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ بذاتہٖ کائنات کی ہر چیز میں موجود ہے اور وہ اپنی مخلوقات میں حلول کئے ہوتے ہے۔ اور جہاتِ ستہ (یعنی مشرق، مغرب، شمال، جنوب اوپر نیچے) میں گھرا ہوا ہے حالانکہ اللہ عزوجل ان تمام کیفیات سے بالاتر اور پاکیزہ ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ — اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سُننے اور دیکھنے والا ہے

اللہ پاک عظمت و جلال اور تمام تر صفاتِ کمالیہ کے ساتھ متصف ہے اور اپنی ذات کے ساتھ عرشِ معلی پر مُستوی ہے۔ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزول کی کیفیت کیا ہے؟ اس کی ہم تشبیہہ نہیں دے سکتے۔ بلکہ ہم اس کی تمام صفات کو بعینہٖ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان حقائق میں کسی حقیقت کی تاویل نہیں کرتے۔

میں اِس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۴۲

آدم علیہ السلام اور اولاد آدم سے اللہ تعالیٰ نے جو میثاق لیا وہ بھی برحق ہے۔

۴۳

اللہ تعالیٰ کو ازل سے ان لوگوں کا علم ہے جو جنّت میں جائیں گے اور اُن کا بھی جو جہنم داصل ہوں گے اِس میں نہ کسی کا اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی۔

۴۴

لوگوں کے وہ اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں جو انہوں نے مستقبل میں سرانجام دینے ہیں ہر آدمی کو وہی کام میسر آتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا۔ اعمال انجام کے اعتبار سے دیکھے جاتے ہیں۔ نیک بخت وہ ہے جس کے حق میں تقدیر ہو۔ اور بدبخت وہ ہے تقدیر الٰہی جس کے خلاف ہو۔

۴۵

تقدیر کی حقیقت ہی یہی ہے کہ یہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے اس سے نہ تو کوئی مقرب فرشتہ آگاہ ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل —— بلکہ تقدیر میں غور و فکر، پشیمانی، محرومی اور سرکشی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مسئلہ تقدیر میں غور و فکر سے مکمل اجتناب کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم اپنی مخلوق سے سمیٹ لیا اور اس میں فکر کے گھوڑے دوڑانے سے روک دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (الانبیاء-۲۳) وہ جو کام کرتا ہے اِس سے پرشش نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں) اسکی ان سے پرشش ہوگی

جس نے یہ پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے یہ کام کیوں کیا۔ اِس نے قرآن مجید کے حکم کو مسترد کیا اور جس نے اُس کے حکم کو مسترد کیا وہ زمرہ کفار میں شامل ہوگیا۔

۴۶

منزل من اللہ شریعت کو اعتقاداً اور عملاً ان اولیاء اللہ نے تسلیم کیا۔

جن کے دل منور تھے۔ اور یہ مقام راسخین فی العلم کو نصیب ہوتا ہے۔ علم دو طرح کا ہے ایک علم مخلوق میں موجود ہے اور دوسرا علم مخلوق میں ناپید ہے۔ موجود علم کا انکار اور مفقود علم کا دعویٰ کفر ہے۔

علمِ موجود کے قبول کرنے اور علمِ مفقود کے ترک کرنے سے ایمان میں مضبوطی نصیب ہوتی ہے[1]

۴۷

ہم لوح و قلم اور اُن تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو تقدیر میں لکھ دی گئی ہیں۔ جس کام کا ہونا اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے وہ بہر صورت ہو کر رہے گا۔
اگر تمام مخلوق مل کر اس کو روکنے کی کوشش کرے وہ اس میں ناکام رہے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کام کا نہ ہونا مقدر کر دیا ہے۔ وہ قطعاً نہیں ہو گا۔
اگر تمام مخلوق اسے سرانجام دینا چاہے تو نتیجۃً ناکام رہے گی۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے لکھ دیا گیا ہے اور تقدیر کا فیصلہ مٹ نہیں سکتا۔ جس نے خطا کی اس کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ درست کام کرتا۔ اور جس نے درست کام کیا اس کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ خطا کرتا۔

۴۸

بندگانِ خدا کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح جان لیں جو کچھ کائنات میں ہو رہا ہے وہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اس کے متعلق مستحکم اور نہ بدلنے والا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ اس فیصلے کو نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کے فیصلوں کو زائل کر سکتا۔ اور نہ ہی ان کو بدل سکتا ہے۔ نہ ان میں کمی کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ان میں اضافے کی استطاعت رکھتا ہے۔
ان حقائق کو تسلیم کرنا ایمان کی پختگی، معرفت کی بنیاد، توحیدِ باری تعالیٰ اور اس کی ربوبیت

---

[1] علمِ موجود: شریعت کا وہ علم جو کتاب الٰہی اور سنت رسول علیہ السلام میں موجود ہے
[2] علمِ مفقود: تقدیر الٰہی کا علم جسے اللہ تعالیٰ نے کائنات سے پوشیدہ رکھا ہے۔ اور اسے اپنی مخلوق سے لپیٹ لیا ہے۔

کا اعتراف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ○

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک انداز ٹھہرایا :- (الفرقان - ۲)

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا

اور خدا کا حکم مقدر ہو چکا تھا :- (الاحزاب ۳۸)

ہلاکت ہے اس انسان کے لئے جو تقدیر الٰہی کے مسائل میں جھگڑالو بنا اور بیمار دل کے ساتھ تقدیر کے مسائل میں غور و خوض کرنے لگا۔ اپنے وہم و گمان کے مطابق غیب کی بحث و تحصیص میں چھپے ہوئے رازہائے خداوندی کو تلاش کرنے لگا۔ اور تقدیر کے مسائل کو بیان کرنے میں کذاب اور افتراپرداز بن گیا۔

۴۹

عرش الٰہی اور کرسی برحق ہیں۔

۵۰

ربِ ذوالجلال والاکرام عرش اور اس سے کم تر تمام اشیاء سے بے نیاز ہے۔

۵۱

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غلبہ اور فوقیت رکھتا ہے اور اُس نے مخلوق کو اپنے احاطے سے عاجز کر دیا۔

۵۲

پورے ایمان، صدقِ دل اور تسلیم و رضا سے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کے درجے پر فائز کیا۔

۵۳

ہم ملائکہ، انبیاء علیہم السلام اور رسولوں پر نازل کردہ تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام واضح حق پر تھے۔

۵۴

ہم اہلِ قبلہ کو اس وقت تک مسلمان ومومن سمجھتے ہیں جب تک وہ اس شریعت کے معترف رہیں جو رسول اکرم ﷺ لے کر آئے اور اس کے تمام اقوال واحادیث کو صدقِ دل سے تسلیم کرتے رہیں۔

۵۵

ہم ذاتِ خدا میں غور وخوض نہیں کرتے اور نہ ہی دینِ الٰہی میں ایک جھگڑالو کا کردار ادا کرتے ہیں۔

۵۶

ہم قرآن کے ظاہر اور معانی میں جھگڑا نہیں کرتے بلکہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ پروردگارِ عالم کا کلام ہے۔ جبریل علیہ السلام اسے لے کر نازل ہوتے اور سید المرسلین علیہ السلام کو یہ کلام سکھلایا، بلاشبہ یہ کلامِ الٰہی ہے۔ مخلوق کا کلام اس کے مساوی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہم کلامِ الٰہی کو مخلوق کہتے ہیں۔ ہم کسی بھی مسئلہ میں جماعت المسلمین کی مخالفت نہیں کرتے۔

۵۷

ہم اہلِ قبلہ کو کسی گناہ کی بنا پر کافر قرار نہیں دیتے تاوقتیکہ وہ اس گناہ کو اعتقادی اعتبار سے جائز سمجھنے لگے۔

۵۸

اور نہ ہی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ گناہ مومن کو کوئی نقصان نہیں دیتا۔

۵۹

ہم مومنین میں سے محسنین کے متعلق اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے گا اور انہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن جنت میں یقینی داخلے کی ہم گواہی نہیں دیتے۔ ہم ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ ہم اہلِ ایمان میں سے کسی کے جنت میں داخلے سے متعلق ڈرتے ضرور ہیں لیکن مایوس نہیں۔

٦٠

بے خوفی اور نا اُمیدی کا اِسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اہل قبلہ کے لیے حق کا راستہ ان دونوں کے مابین ہے۔

٦١

بندۂ مومن دائرہ ایمان سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ ان حقائق سے اِنکار نہ کر دے جن کی بنا پر ایمان میں داخل ہوا تھا۔

٦٢

ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب[1] کا نام ہے۔

٦٣

شریعت میں پائے جانے والے رسول اللہ ﷺ کے تمام احکامات برحق ہیں

٦٤

ایمان ایک وحدت ہے۔ اور اہلِ ایمان اِس کی بنیاد میں برابر ہیں لیکن ایک دوسرے پر فضیلت خشیّتِ الٰہی۔ تقویٰ۔ خواہشات نفسانی کی مخالفت اور افضل عمل پر پابندی سے عمل کرنے کی بنیاد پر نصیب ہوتی ہے۔

٦٥

تمام مومن اولیاء الرحمان ہیں۔ ان میں تمام سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ فرمانبردار اور قرآن مجید کا تابع ہو۔

٦٦

اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب سماویہ، رسول، یوم آخرت اور تقدیر الٰہی کے خیر و شر

---

[1] ایمان اقرار باللسان، تصدیق بالقلب اور عمل بالارکان کے مجموعے کا نام ہے۔ ایمان کی تکمیل کیلئے ان مذکورہ تینوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

اور موافق و مخالف ہونے پر تہہ دل سے یقین کا نام ایمان ہے [1]

۶۷

ہم مذکورہ تمام حقائق پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے بلکہ جو وہ پیغام لائے تھے۔ اس کی تہہ دل سے تصدیق کرتے ہیں۔

۶۸

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔ لیکن وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ بشرطیکہ موت کے وقت توحید کے قائل ہوں۔ کبیرہ گناہوں سے توبہ نہ کرنے والے اور بحالتِ ایمان جان جانِ آفریں کے سپرد کرنے والے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم کے ماتحت ہوں گے۔ اگر وہ چاہے تو ان کو بخش دے۔ اور انہیں اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تذکرہ فرمایا

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۔

(شرک) کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے ؛ (النساء - ۴۸)

اگر وہ چاہے تو انہیں جہنم میں اپنے عدل و انصاف کے مطابق سزا دے۔ پھر انہیں اس سے اپنی رحمت اور اپنے نیک بندوں کی سفارش کی بنا پر نکال دے اور انہیں جنّت میں داخل کر دے یہ اس لئے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ اور انہیں ان منکرین کی طرح دنیا و آخرت میں ہمیشہ کیلئے رسوا نہیں کرے گا۔ جو منکرین ہدایتِ الٰہی سے خائب و خاسر رہے اور اس کی ولائت کو نہ پہنچ سکے۔

۶۹

ہم اہلِ قبلہ میں سے ہر نیک و فاجر امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو درست سمجھتے ہیں اور اسی طرح ہر دو پر نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز سمجھتے ہیں۔

---

[1] ایمان تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے

۱ : اقرار باللسان ۲ : تصدیق بالقلب ۳ : عمل بالجوارح

۷۰

ہم کسی فرد کو جنّتی یا جہنمی قرار نہیں دیتے اور نہ ہی کسی پر کُفر، شرک یا نفاق کا فتوے لگاتے ہیں۔ تاوقتیکہ ان چیزوں کا اس سے ظہور نہ ہو جائے۔ ہم ان کے رازہائے دروں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

۷۱

ہم اُمّتِ محمدیہ ﷺ میں سے کسی فرد پر تلوار چلانا جائز نہیں سمجھتے۔ مگر جس پر تلوار کا چلنا واجب ہو جائے۔

۷۲

ہم مسلمان حکمران کی بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ اور نہ ہی ہم انہیں بددعا دیتے ہیں اور نہ ہی ان کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہیں۔ جب تک وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں۔ ہم ان کی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہم ان کے لئے اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔

۷۳

ہم سُنّت کی پیروی کرتے ہیں اور جماعتُ المسلمین سے علیحدگی ان کی مخالفت اور افتراق سے اجتناب کرتے ہیں۔

۷۴

ہم اہلِ عدل و امانت سے محبّت کرتے ہیں، ظالموں اور خیانت کا اِرتکاب کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں۔

۷۵

علمِ دین میں سے اگر کوئی چیز ہم پر مشتبہ ہو جائے۔ تو ہم اس مقام پر یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

۷۶

سُنّت کی تعلیمات کے مطابق سفر و حضر میں ہم موزوں پر مسح جائز سمجھتے ہیں۔

۷۷

مسلمانوں میں سے نیک وبد حکمرانوں کے ساتھ ساتھ حج اور جہاد بھی قیامت تک جاری رہیں گے۔ ان کو نہ تو کوئی چیز جھٹلا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں ختم کر سکتی ہے۔

۷۸

ہم کراماً کاتبین کو بھی تسلیم کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا محافظ بنایا ہے۔

۷۹

ہم ملک الموت[1] کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے روحوں کے قبض کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔

۸۰

ہم عذابِ قبر کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے لئے جو اس کا اہل ہو۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ ہم قبر میں منکر نکیر کے سوالات کو بھی برحق مانتے ہیں جو اللہ عزوجل، دین اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق کیے جائیں گے

۸۱

قبر جنت کے گلستانوں میں سے ایک گلستان ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

۸۲

ہم موت کے بعد دوبارہ اُٹھنے، قیامت کے روز اعمال کی جزا، حساب وکتاب اعمال نامے کی قرأت ثواب وعقاب، پُل صراط اور میزان جیسے حقائق کو تہہ دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

۸۳

جنت اور دوزخ دونوں اللہ کی مخلوق ہیں۔ جو کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] قرآنِ مجید میں ملک الموت کے الفاظ ہی مذکور ہیں۔ عام لوگوں میں عزرائیل کا لفظ مشہور ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں بلکہ یہ نام اسرائیلیات میں سے ہے۔

جنّت اور دوزخ کو انسان کے پیدا کرنے سے پہلے بنایا اور ان والی بھی پیدا کیا۔ ان میں سے جسے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے جنّت میں داخل کر دے گا اور جسے چاہے گا اپنے عدل و انصاف کے ساتھ جہنم رسید کر دے گا۔ ہر انسان وہی کام سرانجام دیتا ہے جس کے لیے اسے فارغ کر دیا گیا ہو اور اس سے وہی کچھ ہوتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہو۔

۸۴

خیر و شر بندگانِ خدا کا مقدر ہے۔

۸۵

وہ استطاعت جس سے عمل واجب ہو جاتا ہے۔ اس استطاعت کو دوسرے لفظوں میں توفیقِ ایزدی کہتے ہیں۔ اس سے مخلوق کو متصف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اور عمل لازم و ملزوم ہیں۔ اور وہ استطاعت جو صحت، وسعت، قدرت اور موافق اسباب کی صورت میں مہیہ ہوتی ہے۔ اس کا وجود عمل سے پہلے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا درج ذیل ارشاد اسی سے متعلق ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (البقرۃ - ۲۸۶)

۸۶

بندگانِ خدا کے افعال اللہ کی مخلوق اور بندوں کا کسب ہیں۔

۸۷

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو انہیں کاموں کا مکلف ٹھہرایا ہے جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں۔

لَاحول ولا قوۃ الّا باللہ کا مفہوم بھی یہی ہے

ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کائنات میں کسی کا کوئی بس نہیں چلتا۔ نہ کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر حرکت کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کوئی اس کی

نافرمانی سے بچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی توفیق کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر گامزن ہو سکتا ہے۔

۸۸

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی منشا، اس کے علم اور قضا و قدرت سے جاری و ساری ہے۔ اس کی مشیئت سب کے ارادوں پر غالب ہے — جو وہ چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ وہ ذات کسی پر ظلم نہیں کرتی — وہ ہر قسم کے عیب اور ناگوار چیزوں سے پاک ہے

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ.

وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرسش نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) پرسش ہوگی (الانبیاء۔۲۳)

۸۹

زندوں کا دعا کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا مُردوں کے لئے نفع بخش ہے۔

۹۰

اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول اور حاجات کو پورا کرتا ہے۔

۹۱

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے اور وہ خود کسی کا مملوک نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک لحظہ بھی کوئی بے نیاز ہو گیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور وہ ہلاکت زدہ لوگوں میں شمار ہو گیا۔

۹۲

اللہ تعالیٰ ناراض بھی ہوتا ہے اور خوش بھی لیکن اُس کی ناراضی اور خوشی مخلوق جیسی نہیں ہوتی۔

۹۳

ہم اصحاب رسول علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ان میں سے کسی سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اُس سے بغض رکھتے ہیں۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے بغض رکھتا ہے۔

ہم اس سے بھی بغض رکھتے ہیں جو ان کا اچھے انداز میں نام نہیں لیتا۔ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تذکرہ انتہائی محبت بھرے انداز سے کرتے ہیں۔
صحابہؓ کی محبت دین، ایمان اور احسان کی علامت ہے اور ان سے بغض، کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔

۹۴

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خلیفہ مانتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اُمت میں افضل ترین ہستی تھے اِن کے بعد درجہ بدرجہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ کو دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تیسرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں یہ خلفائے راشدین ہیں اور ہدایت یافتہ اُمت کے امام ہیں۔

۹۵

وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ ہم ان کے جنتی ہونے کی گواہی اس بنا پر دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اس کی گواہی دی۔ اور وہ دس صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
حضرت سعد رضی اللہ عنہ
حضرت سعید رضی اللہ عنہ
حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ
حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (آپ کو امین ہذہ الامۃ کا لقب بھی دیا گیا)

۹۶

جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کی پاکیزہ اولاد کے متعلق اچھا تذکرہ کیا اور انہیں ہر قسم کی اخلاقی میل کچیل سے پاک سمجھا اس نے اپنے آپ کو نفاق سے بری کر لیا۔

۹۷

علمائے سلف اور بعد میں آنے والے ان کے پیروکار بلاشبہ خیر و بھلائی کے خوگر اور فکر و نظر کے حامل تھے۔ ان کا تذکرہ بھی اچھے انداز میں ہونا چاہیئے۔ جس نے انہیں بُرے انداز میں یاد کیا وہ یقیناً راہ راست پر نہیں ہے۔

۹۸

ہم کسی ولی کو کسی نبی پر فضیلت نہیں دیتے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ایک نبی تمام اولیا سے افضل ہے۔

۹۹

ہم اولیاء کرام کی کرامات کو تسلیم کرتے ہیں اور ان سے مروی ثقہ روایات کو صحیح مانتے ہیں۔

۱۰۰

ہم علامات قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ مثلاً۔ دجّال کی آمد، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دابۃ الارض کا اپنی جگہ سے نکلنا۔ ان سب علامات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

۱۰۱

ہم کسی نجومی یا پامسٹ کو سچا نہیں سمجھتے اور نہ ہی اسے سچا مانتے ہیں جو کتاب و سُنّت اور اجماعِ اُمّت کے خلاف کوئی دعوےٰ کرے۔

۱۰۲

ہم الجماعۃ[1] کو حق اور درست جانتے ہیں۔ اور فرقہ بندی کو کجروی اور عذاب گردانتے ہیں۔

۱۰۳

اللہ کا دین ارض وسما میں صرف ایک ہی ہے اور وہ دینِ اسلام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ (آل عمران - ۱۹)

بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ (المائدہ - ۳)

اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے بطورِ دین پسند کر لیا۔

۱۰۴

یہ دین افراط وتفریط، تشبیہ وتعطیل جبر وقدر اور بے خوفی وناامیدی کے مابین ایک سیدھا راستہ ہے۔

۱۰۵

یہ ہمارا دین ہے اور ظاہر و باطن میں یہی ہمارا اعتقاد ہے، ہم ہر اس انسان سے بری ہیں جس نے ان باتوں کی مخالفت کی جن کا ہم نے اس کتاب میں تذکرہ کیا۔

---

[1] الجماعۃ : سے مراد جماعۃ المسلمین ہے اور اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرزِ عمل کو اپنائیں۔